محمد وسیم اختر مفتی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۲)

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

اواخر جمادی الثانی ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں نو مہاجرین کا ایک سریہ روانہ کیا۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا اس کے شرکا تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمار بن یاسر نے بھی اس سریہ میں حصہ لیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد یہ پہلی مہم تھی جس میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ عمرو بن حضرمی پہلا مشرک تھا جو اسلامی فوج کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا، اس طرح عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان دور اسلامی کے اولین جنگی قیدی تھے۔ سریۂ عبداللہ بن جحش کی تاریخ میں بہت اہمیت ہے، کیونکہ اس سریہ کے بعد قریش کا شام سے تجارتی رابطہ منقطع ہو گیا جس سے ان کی معیشت کو سخت دھچکا لگا۔ عمرو بن حضرمی کا قتل مشرکین مکہ پر اس قدر شاق گزرا کہ ان کے بڑے بڑے سورما مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے بدر کے میدان میں پہنچ گئے۔

حضرت عمار بن یاسر نے جنگ بدر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس روز انھوں نے بنوامیہ کے حلیف عامر بن حضرمی، بنواسد کے حارث بن زمعہ اور بنوجمح کے مشرک سردار امیہ بن خلف کے بیٹے علی کو جہنم رسید کیا۔ حضرت عمار نے بنوتمیم کے ایک سورما کو بھی قتل کیا جس کا نام اہل تاریخ نے بیان نہیں کیا۔ ابوقیس بن فاکہ کو حضرت علی نے انجام تک پہنچایا، تاہم ابن ہشام عمار بن یاسر کو اس کا قاتل بتاتے ہیں۔ حضرت عمار، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود جنگ بدر کی غنیمتوں میں شریک تھے۔ حضرت سعد تو دو قیدی لے آئے، لیکن حضرت عمار اور حضرت

ابن مسعود کے ہاتھ کچھ نہ آیا (ابوداؤد، رقم ۳۳۸۸۔ نسائی، رقم ۳۹۶۹)۔

۳ھ: جنگ احد کے اگلے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد کے تمام شرکا، حتیٰ کہ زخمیوں کو بھی لے کر مدینہ سے سات میل دور حمرا الاسد کے مقام پر گئے اور تین دن قیام کیا۔ طاقت کا اظہار کرنا آپ کا مقصد تھا، اسی لیے ابوسفیان کو، جو پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا تھا، مدینہ کا رخ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ واپس لوٹتے ہوئے آپ نے بنوامیہ کے معاویہ بن مغیرہ کو پکڑا جو راستے سے بھٹک گیا تھا۔ اس نے جنگ احد میں سیدنا حمزہ کی ناک کاٹی اور ان کی نعش کا مثلہ کیا تھا۔ مدینہ پہنچ کر اس نے حضرت عثمان کے گھر جا کر امان لے لی۔ ان کی درخواست پر آپ نے اسے تین دن کی مہلت دے دی اور فرمایا: اس کے بعد اگر تو نظر آیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ وہ مدینہ سے نکل کر روپوش ہو گیا تاکہ آپ کی جاسوسی کر سکے، چوتھے دن آپ نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عمار بن یاسر کو اس کے پیچھے بھیجا اور فرمایا: وہ زیادہ دور نہیں گیا ہو گا، فلاں جگہ چھپا ہو گا، اسے دیکھتے ہی قتل کر دینا۔ حضرت عمار اور حضرت زید نے اسے حمات کے مقام پر جا لیا اور جہنم واصل کر دیا۔ دوسری روایات کے مطابق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر یا حضرت عاصم بن ثابت کو معاویہ کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔

ام المومنین ام سلمہ مخزومی کے پہلے شوہر ابوسلمہ جنگ احد میں زخمی ہوئے اور سریۂ ابوسلمہ میں شرکت کے بعد وفات پائی۔ عدت گزرنے کے بعد وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ گئیں۔ تب زینب ان کی گود میں دودھ پیتی تھیں۔ آپ جب بھی آتے، انھیں دودھ پلاتے دیکھ کر لوٹ جاتے۔ یہ صورت حال (بنومخزوم کے حلیف) حضرت عمار بن یاسر کو بہت کھٹکی۔ چنانچہ انھوں نے زینب کی دودھ پلائی کا انتظام کیا (احمد، رقم ۲۶۶۰۰)۔ ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلمہ کی طرف جاتے دیکھا تو بھاگتے ہوئے گئے، زینب کو ان کی گود سے اٹھا لائے اور کہا: یہ منحوس بچی مجھے دے دو جو رسول پاک کی حاجت میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ آپ آئے تو بچی کو نہ پا کر پوچھا: زینب کہاں ہے؟ ام سلمہ نے بتایا: اسے عمار لے گئے ہیں۔

شوال ۴ھ میں غزوۂ احزاب ہوا جسے جنگ خندق بھی کہا جاتا ہے۔ مدینہ کے ایک طرف پہاڑیاں اور دوسری طرف مکانات تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی تجویز پر تیسری طرف جو کھلی تھی، پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق کھودی گئی۔ دس دس صحابہ کو چالیس چالیس ذراع (پچیس گز سے کچھ زیادہ) زمین کھودنی تھی۔ حضرت عمار بیماری سے اٹھے تھے اور روزے سے تھے اور اسی حالت میں خندق سے پتھر اور مٹی نکال رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر نے کہا: عمار، تو تو اپنے آپ کو مار ڈالے گا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو عمار سے مخاطب ہوئے، یہ سمجھتے ہیں کہ تو مر جائے گا۔ تمھاری جان تو ایک باغی گروہ لے گا (مسلم، رقم ۷۴۲۶۔ احمد، رقم ۲۲۵۰۸)۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

۴ ھ میں بنوغطفان کی شاخوں بنومحارب اور بنوثعلبہ کے بارے میں پتا چلا کہ مدینہ پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار سو صحابہ کا لشکر لے کر ان کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ آپ کے پہنچنے پر وہ منتشر ہو گئے، تاہم ایک مشرک کی بیوی کسی مسلمان کے ہاتھوں ماری گئی۔ اس نے بیوی کا بدلہ لینے کی قسم کھائی اور اسلامی فوج کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ دن ڈھلا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈالا اور پوچھا: رات کے وقت کون ہماری حفاظت کرے گا؟ ایک مہاجر حضرت عمار بن یاسر اور ایک انصاری حضرت عباد بن بشر رضا کارانہ طور پر آگے بڑھے اور کہا: یارسول اللہ، ہم پہرہ دیں گے۔ دونوں گھاٹی کے خارجی راستے پر پہنچے، حضرت عباد نے حضرت عمار سے پوچھا: رات کا پہلا یا آخری کون سا حصہ چاہیں گے کہ میں آپ کو آرام کا موقع دوں؟ حضرت عمار نے کہا: پہلے پہر آپ میری جگہ کھڑے ہو جائیں۔ حضرت عمار سو گئے تو حضرت عباد نوافل پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ اسی اثنا میں دشمن فوج کا ایک آدمی ادھر آ گیا اور حضرت عباد کے جسم پر تیر مار دیا۔ حضرت عباد نے تیر کھینچ کر نکال لیا اور کھڑے تلاوت کرتے رہے۔ اس نے دوسری بار تیر مارا، حضرت عباد نے پھر اسے نکال پھینکا اور حالت قیام میں رہے۔ جب اس نے تیسرا تیر پھینکا تو وہ اسے نکال کر رکوع و سجود میں چلے گئے، پھر (سلام پھیر کر) حضرت عمار کو جگایا اور بتایا کہ میں تیر لگنے سے زخمی ہو گیا ہوں۔ وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، دشمن کو پتا لگ گیا کہ میں پکڑا جاؤں گا تو وہ بھاگ گیا۔ حضرت عمار نے حضرت عباد کو خون میں لت پت دیکھا تو کہا: آپ نے پہلا نشانہ لگنے پر مجھے کیوں نہ جگایا؟ حضرت عباد بن بشر نے جواب دیا: میں ایک سورت (سورۂ کہف) کی تلاوت کر رہا تھا، اسے مکمل کیے بغیر چھوڑنے کو دل نہ چاہا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

شعبان ۵ ھ میں خبر پہنچی کہ بنومصطلق کا سردار حارث بن عزار جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے اور دوسرے قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسا رہا ہے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سو صحابہ کے ساتھ بنومصطلق پر حملہ کیا۔ قریش کا علم حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمار بن یاسر کے ہاتھ میں تھا، جبکہ انصار کا پرچم حضرت سعد بن عبادہ نے اٹھا رکھا تھا۔ پہلے آپ کے حکم پر سیدنا عمر نے انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ وہ نہ مانے، بلکہ الٹا تیر اندازی شروع کر دی تو آپ نے یک لخت حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مریسیع کے مقام پر ہونے والے اس غزوہ میں یہودیوں کو سخت ہزیمت اٹھانا پڑی۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی کا گروہ منافقین بھی سرگرم رہا۔ واقعۂ افک عائشہ اسی مہم سے واپسی پر پیش آیا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کی سربراہی میں ایک قبیلے کی طرف سریہ روانہ کیا، حضرت عمار بھی اس میں شریک تھے۔ جب وہ قبیلے کے پاس پہنچے تو تمام لوگ بھاگ گئے، البتہ ایک شخص اپنے کنبے سمیت موجود رہا۔ وہ حضرت عمار بن یاسر کے پاس آیا اور پوچھا: کیا مجھے ایمان لانے سے کوئی سہولت ملے گی یا میں بھی قوم

کی طرح فرار ہو جاؤں؟ حضرت عمار نے اسے امان دے دی۔ حضرت خالد آئے تو کہا: آپ کیسے امان دے سکتے ہیں، امیر سریہ تو میں ہوں؟ حضرت عمار نے کہا: میں نے آپ کی طرف سے امان دی ہے۔ دونوں میں یہ تکرار ہوتی رہی تو معاملہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے حضرت عمار کی دی ہوئی امان تو برقرار رکھی، لیکن آیندہ کے لیے منع فرما دیا کہ امیر کے علاوہ کوئی امان دینے کا فیصلہ کرے۔ اس نزاع میں حضرت خالد نے حضرت عمار کو گالی دی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: جو عمار سے بغض رکھے گا، اللہ بھی اس سے بغض رکھے گا اور جو عمار کو لعنت ملامت کرے گا، اللہ بھی اس پر لعنت کرے گا (تاریخ دمشق ۴۳/۴۰۶)۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر بیعت رضوان میں شامل ہوئے۔

۸ھ: فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کیا، تاہم چار مردوں ـــــ عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ (یا عبدالعزیٰ) بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ـــــ اور دو عورتوں ـــــ ہند بنت عتبہ اور ام سارہ ـــــ کا استثنا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: انھیں قتل کر دو چاہے وہ کعبہ کے پردوں سے لپٹے ہوں۔ عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردے سے چپکا ہوا تھا۔ حضرت سعید بن حریث اور حضرت عمار بن یاسر اس کی طرف لپکے۔ حضرت سعید قوی اور جوان تھے، اسے پکڑنے اور جہنم رسید کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مقیس کو بازار میں لوگوں نے پکڑ کر مار ڈالا۔ باقی اصحاب کو بچ جانے اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو جانے کی مہلت مل گئی (نسائی، رقم ۴۰۷۲)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں انسانوں اور جنوں کے ساتھ قتال کیا ہے، پوچھا گیا: آپ نے جنوں سے کیسے جنگ کر لی؟ تو انھوں نے بتایا: ایک سفر میں ہم آپ کے ساتھ تھے۔ میں نے کنویں سے پانی نکالنے کے لیے ڈول اور مشکیزہ پکڑا تو آپ نے فرمایا: ایک آنے والا آئے گا اور تمھیں پانی لینے سے روکے گا۔ میں کنویں کی منڈیر پر پہنچا تو ایک سیاہ فام جنگجو آیا اور کہا: واللہ، تو آج ایک ڈول بھی نہ نکالنے پائے گا۔ ہم دونوں ہاتھا پائی کرتے ہوئے گتھم گتھا ہو گئے، آخر کار میں نے اسے پچھاڑ دیا اور پتھر مار کر اس کا ناک منہ توڑ ڈالا۔ لوٹا تو آپ نے تمام واقعہ سن کر فرمایا: وہ شیطان تھا، تمھیں پانی لینے سے روکنے آیا تھا (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۳/۲۲۱)۔

ایک بار بنوتمیم کے سردار اقرع بن حابس اور بنوفزارہ کے لیڈر عیینہ بن حصن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تو دیکھا کہ آپ غریب اہل ایمان ـــــ حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت عمار اور حضرت خباب ـــــ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ انھوں نے ان کو نظر حقارت سے دیکھا اور آپ کو الگ لے جا کر کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے ایسی نشست رکھیں جس سے عربوں کو ہماری فضیلت کا احساس ہو۔ آپ کے پاس عربوں کے وفد آ رہے

ہیں، ہمیں شرم آتی ہے کہ وہ ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا دیکھیں۔ ہمارے جانے کے بعد آپ چاہیں تو ان کے پاس بیٹھ جائیں۔ آپ نے ہامی بھر لی تو ان لوگوں نے تحریر کرنے کو کہا۔ آپ نے کاغذ منگوا کر سیدنا علی کو لکھنے کا کہا۔ اسی دوران میں جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہو گئے:

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ‌، مَا عَلَيۡكَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ وَّمَا مِنۡ حِسَابِكَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَتَطۡرُدَهُمۡ فَتَكُوۡنَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ. (الانعام ۶:۵۲)

''(اے نبی)، ان لوگوں کو نہ دھتکاریے جو اپنے رب کی خوشنودی چاہنے کے لیے صبح وشام اسے پکارتے ہیں۔ ان کے اعمال کے حساب میں سے آپ پر کچھ عائد نہیں ہوتا اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے حساب کی ان پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کو دھتکار کر آپ ظالموں میں سے ہو جائیں۔''

حضرت خباب کہتے ہیں کہ ہم آپ کے اتنا قریب ہو گئے کہ گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا لیے۔ آپ ہمارے پاس ہی بیٹھتے اور جب خود جانا چاہتے تو تشریف لے جاتے (ابن ماجہ، رقم ۴۱۲۷)۔ اس منفرد حدیث کے راوی ابو سعید ازدی کی روایات تفرد کی صورت میں قبول نہیں کی جاتیں۔ یہ واقعہ مدینہ میں پیش آیا، جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں: سورۂ انعام کی یہ آیت میرے، حضرت ابن مسعود، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت مقداد اور حضرت بلال کے بارے مکہ میں نازل ہوئی (ابن ماجہ، رقم ۴۱۲۸)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۹ھ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے سفر پر تھے، دو منافق ودیعہ بن ثابت اور مخشن بن حمیر آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باتیں کرنے لگے کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ رومیوں سے جنگ ایسے ہی ہوگی، جیسے عرب ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ بخدا، کل ہم تمھیں بیڑیوں میں جکڑا دیکھیں گے۔ مخشن بولا: میرا دل چاہتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارنے کا فیصلہ کیا جائے۔ آپ کو علم ہوا تو ان کی باز پرس کے لیے حضرت عمار بن یاسر کو بھیجا اور فرمایا: اگر وہ نہ مانیں تو ان کی کہی باتیں سنا دینا۔ آخر کار وہ آپ سے معذرت کرنے آئے۔ ودیعہ نے آپ کی اونٹنی کا بند پکڑ کر کہا: ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ تب یہ آیت وعید نازل ہوئی: 'اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ'، ''کیا تم اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟'' (التوبہ ۹:۶۵)۔ مخشن نے توبہ کر لی اور شہادت کی دعا مانگی تو انھیں اللہ کی طرف سے معافی مل گئی۔ ان کا ذکر ان الفاظ میں ہوا: 'اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ نُعَذِّبۡ طَآئِفَةً'، ''اگر ہم نے تمھارے ایک گروہ کو معاف کر دیا تو دوسرے کو (ضرور) سزا دیں گے'' (التوبہ ۹:۶۶)۔ ابن جوزی نے اس واقعے کو مختلف طریقے سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر جد بن قیس، ودیعہ بن خدام

اور جہیر بن جمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے آگے چل رہے تھے۔ان میں سے دو آپ کا مذاق اڑانے لگے اور تیسرا ان کی باتوں پر ہنسنے لگا۔تب جبرئیل علیہ السلام آئے اور ان کے ٹھٹھے کی خبر دی۔آپ نے حضرت عمار کو یہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ کس بات پر ٹھٹھا کر رہے ہو،اللہ تمھیں جلا ڈالے۔وہ آپ سے معذرت کرنے آئے تو سورۂ توبہ کی مندرجہ بالا آیات 'لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ'، ''عذر نہ تراشو،تم نے (بظاہر) ایمان قبول کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے'(۶۵-۶۶) نازل ہوئیں۔

تبوک سے واپسی پر منافقین کے ایک گروہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں آنے والی ایک گھاٹی کے اوپر سے گرانے کا پروگرام بنایا۔اللہ کی طرف سے آپ کو مطلع کر دیا گیا۔آپ نے اعلان کروا دیا کہ آپ گھاٹی پر سے جائیں گے،وہاں کوئی اور نہ آئے،جبکہ صحابہ وادی میں سے گزریں گے۔حضرت عمار بن یاسر آپ کی اونٹنی کی باگ پکڑے ہوئے تھے اور حضرت حذیفہ بن یمان اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے۔چلتے چلتے بارہ (یا چودہ) نقاب پوش منافقوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔حضرت حذیفہ نے آپ کو بتایا تو آپ نے انھیں ڈانٹا،پھر حضرت حذیفہ اپنا ڈنڈا لے کر ان کی طرف لپکے اور ان کی سواریوں کا رخ واپس موڑ دیا۔جب انھیں احساس ہوا کہ ان کی سازش بے نقاب ہو گئی ہے تو جلدی سے لشکر میں بکھر گئے۔اندھیرے اور نقاب کی وجہ سے حضرت حذیفہ ان کو پہچان نہ سکے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام بتا دیے اور صیغۂ راز میں رکھنے کا حکم دیا۔حضرت حذیفہ کے اس مشورے پر کہ انھیں قتل کرا دیا جائے،آپ نے فرمایا:میں نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو مروا دیتے ہیں(احمد،رقم ۲۳۶۸۲)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عہد صدیقی: (۱۱ھ) میں جنگ یمامہ ہوئی جس میں حضرت عمار نے شرکت کی۔اس جنگ میں ان کا ایک کان کٹ گیا تو وہ ایک چٹان پر کھڑے ہو کر پکارنے لگے:مسلمانو،کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں ہوں عمار بن یاسر،میری طرف آؤ۔چنانچہ وہ دوسرے سپاہیوں کے ساتھ زخمی حالت میں ہی لڑائی کرتے رہے،ان کا کان پھڑ پھڑاتا رہا۔بعد میں کوئی ان کو کن کٹا کہہ کر پکارتا تو کہتے:تو نے میرے بہترین کان کو گالی دے ڈالی۔

خلیفۂ دوم نے حضرت عمار کا وظیفہ چھ ہزار درہم مقرر کیا۔ابن عساکر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر جابیہ کے دورے پر گئے تو حضرت عمار بن یاسر ان کے ساتھ تھے۔کسی نصرانی نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے نجران کے وفد کے بارے میں کوئی بات کی تو حضرت عمر بولے:حضرت عمار کو بلاؤ۔عمار آئے اور وفد نجران کا قصہ سنایا۔

۱۷ھ: عہد فاروقی میں ایرانیوں کو پے در پے ہزیمتوں کا سامنا کرنا پڑا اور ساسانی بادشاہ یزدگرد ایک شہر سے دوسرے شہر میں پناہ لیتا رہا۔یزدگرد کے تین سو مصاحب بھی جن میں سیاہ نمایاں تھا،شہر شہر دربدر ہوتے رہے۔اس

خواری سے وہ عاجز آ چکے تھے اور اسلام کا رعب اور دبدبہ ان کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اہواز فتح کرنے کے بعد شوستر (تستر) پہنچ چکے تھے۔ حضرت عمر نے حضرت عمار بن یاسر کو شوستر جانے کو کہا۔ حضرت عمار وہاں پہنچے تو ایرانی جرنیل سیاہ رامہرز کے رستے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے دس سرداروں کی معیت میں شیرویہ کو حضرت ابوموسیٰ اشعری کے پاس بھیجا اور اسلام قبول کرنے کے لیے کچھ شرائط پیش کیں جو انھوں نے حضرت عمر کے حکم پر مان لیں، اس طرح یہ سب مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

۲۰ھ میں کوفہ کے کچھ لوگوں نے امیر المومنین حضرت عمر سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی برائیاں کیں، حتیٰ کہ لکھ بھیجا کہ وہ نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے۔ مکمل تفتیش کے بعد ثابت ہوا کہ حضرت سعد سے کوئی غلطی نہیں ہوئی، اس کے باوجود سیدنا عمر نے انھیں معزول کرنا مناسب سمجھا اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو گورنر بنا دیا۔ حضرت عبداللہ کے بعد حضرت زیاد بن حنظلہ اور ۲۱ھ میں حضرت عمار بن یاسر گورنر مقرر ہوئے۔ حضرت عمار کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود بیت المال کے نگران اور حضرت عثمان بن حنیف سواد عراق کے امیر بنائے گئے۔ ان کے فرمان تقرری میں سیدنا عمر نے لکھا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز اور منتخب اصحاب میں سے ہیں، ان کی سمع و طاعت کرنا۔ انھوں نے ایک بکری ان کا روزینہ مقرر کیا اور ہدایت کی کہ نصف بکری اور پیٹ کا حصہ حضرت عمار کو دیا جائے، چوتھائی بکری حضرت ابن مسعود اور چوتھائی حضرت عثمان کو دی جائے۔ اپنی گورنری کے زمانہ میں حضرت عمار نے فتح خوزستان میں حصہ لیا۔ اہل بصرہ نے نہاوند پر حملہ کیا تو حضرت عمار کی سربراہی میں اہل کوفہ نے ان کی مدد کی۔ جنگ ختم ہونے پر بصریوں نے کوفیوں کو غنیمت کا حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ بنوتمیم کا ایک شخص بولا: او کن کٹے، تو ہماری غنیمتوں میں ساجھی بننا چاہتا ہے؟ حضرت عمار بولے: تو نے میرے بہترین کان کو گالی دے ڈالی۔ پھر انھوں نے سیدنا عمر کو خط لکھا تو جواب آیا: مال غنیمت اسی کو ملتا ہے جو جنگ میں شریک ہو۔ پونے دو سال اقتدار میں رہنے کے بعد ۲۲ھ میں حضرت عمار بھی معزول ہوئے، ان کے بارے میں شکایتیں پہنچی تھیں کہ کاروبار مملکت کی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ ایک شخص عطارد نے ان کے خلاف گواہی دی۔ حضرت سعد بن مسعود نے کہا: حضرت عمار کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کی عمل داری میں کون کون سے علاقے ہیں۔ اس پر سیدنا عمر نے یہ سوال ان سے کیا تو وہ صحیح جواب نہ دے سکے۔ حضرت عمار کی جگہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے لی۔ حضرت عمار سے پوچھا گیا: کیا معزولی سے آپ کو رنج پہنچا ہے؟ حضرت عمار نے جواب دیا: گورنری نے مجھے خوش نہ کیا تھا، البتہ معزولی سے میرا دل میلا ہوا ہے، تاہم سیدنا عمر کے اکرام میں کوئی کمی نہ آئی، وہ اپنی مجالس میں حضرت عمار کو اپنے قریب بٹھاتے اور کہتے: اس نشست کے حق دار حضرت عمار ہی ہیں۔

۲۳ھ: خلیفۂ دوم سیدنا عمر کی شہادت کے بعد ان کی مقرر کردہ شوریٰ کے رکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

پاس ان کے جانشین کے انتخاب کا اختیار آیا تو پہلے دو دن انھوں نے اصحاب راے سے مشورہ کرنے کے علاوہ عامۃ الناس، باپردہ عورتوں، مدارس میں پڑھنے والے بچوں، حتیٰ کہ مدینہ میں آنے والے مسافروں سے راے لی۔ سب نے حضرت عثمان کے حق میں فیصلہ دیا۔ تیسرے دن فجر کی نماز کے بعد جب مسجد کھچا کھچ بھر گئی تو انھوں نے حاضرین سے پھر مشورہ مانگا۔ حضرت عمار بن یاسر نے کہا: اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اختلاف رونما نہ ہو تو سیدنا علی کی بیعت کر لیں۔ حضرت مقداد بن اسود بولے: حضرت عمار صحیح کہتے ہیں، آپ نے سیدنا علی کو خلیفہ مان لیا تو ہم سمع و طاعت کریں گے۔ اب ابن ابی سرح کی باری تھی، انھوں نے کہا: قریش کے اختلاف سے بچنا ہے تو حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ آپ نے حضرت عثمان کی بیعت کی تو ہم سنیں اور مانیں گے، حضرت عبداللہ بن ابوربیعہ نے تائید کی۔ حضرت عمار نے ابن ابی سرح کو گالی دے کر کہا: تم کب سے مسلمانوں کے خیر خواہ ہو گئے؟ بنوہاشم اور بنوامیہ میں تکرار شروع ہو گئی تو حضرت عمار بولے: اللہ نے اپنے نبی اور اپنے دین کے ذریعے سے ہماری عزت بڑھائی ہے۔ تم امر خلافت کو نبی کے اہل بیت سے نکال کر کہاں لے جانا چاہتے ہو؟ حضرت عمار کا حلیف ایک مخزومی بولا: ابن سمیہ، تو نے حد سے تجاوز کیا، قریش کی امارت سے تمھارا کیا تعلق؟ اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص نے مداخلت کی اور بولے: عبدالرحمٰن، قبل اس کے کہ لوگ فتنے میں مبتلا ہو جائیں، آپ خلیفہ کا انتخاب کر کے فارغ ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان اور سیدنا علی سے کتاب اللہ، سنت رسول اور سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر کی پیروی کرنے کا پھر سے الگ الگ عہد لیا، حضرت عثمان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنا سر مسجد کی چھت کی طرف بلند کر کے کہا: اے اللہ، سن لے اور گواہ رہ، میں نے یہ ذمہ داری حضرت عثمان پر ڈال دی ہے، پھر ان کی بیعت کر لی۔ حضرت عبدالرحمٰن کے بعد ان کے پاس کھڑے سیدنا علی نے بیعت کی، پھر مسجد میں موجود سب اہل ایمان بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد)۔ حضرت عمار اور حضرت مقداد نے بھی فی الفور حضرت عثمان کی بیعت کر لی۔ اس روایت سے متضاد روایات بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔ مثلاً یہ کہ سیدنا علی نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا: یہ پہلا دن نہیں کہ تم نے ہم پر غلبہ پایا ہے 'فصبر جمیل'، اب صبر خوب کرنا ہوگا۔ مقداد بن اسود نے شکوہ کیا کہ سیدنا علی کے علم اور ان کے عدل و قضا کو ترک کر دیا گیا ہے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org